"مطالعۂ مکتوبات را لازم گیرند کہ سود مند است"

(دفتر اول مکتوب ۲۳۷)

مکتوبات حضرت مجدد الفِ ثانی

شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ السامی

کے

دفتر سوم ۳

کا

اردو ترجمہ

مترجمہ

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحبؒ

ناشر

ادارۂ مجددیہ : ۵/۲، ایچ، ناظم آباد ۳، کراچی

إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيلًا

(یہ تو ایک نصیحت ہے پس جس کا جی چاہے (اس سے) اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرے)

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطرمی خواست　　آخر آمد ز پسِ پردۂ تقدیر پدید

مکتوبات

حضرت مجدّد الفِ ثانی قدس سرہٗ

شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ السامی کے

دفترِ سوم کا اُردو ترجمہ

جس کو حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ خلیفۂ مجاز حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ نے ۱۰۳۱ھ میں حضرت موصوفؒ کی خدمت میں رہ کر مرتّب فرمایا اور حضرت موصوفؒ کی ہدایت کے مطابق قرآنِ کریم کی سورتوں کی تعداد کے موافق ایک سو چودہ مکتوبات پر دفترِ ہذا کو ختم کر دیا اور اس کا تاریخی نام "معرفت الحقائق" رکھا۔ نیز لفظ "ثالث" سے بھی اس کی تاریخ نکلتی ہے۔ مزید دس مکتوبات جو بعد میں حاصل ہوئے ان کو بھی دفترِ ہذا کے آخر میں "تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ" کے عنوان سے شامل کر دیا ہے۔

مترجمہ

حضرت مولانا سیّد زوّار حسین شاہ صاحب

شائع کردہ

ادارۂ مجدّدیہ: ۵/۲-ایچ۔ ناظم آباد۳ کراچی کوڈ ۷۴۶۰۰

۱۹۹۳ء

مطبوعہ احمد برادرس پرنٹرس ناظم آباد۲

نہ کہ آتش کے ساتھ۔ کیونکہ اگر دھوئیں کا علم استدلال کے ساتھ حاصل ہوا ہے تو وہ دھوئیں کی نسبت علم الیقین ہے جو کہ آتش کو مستلزم ہے اور اگر دھوئیں کو دیکھا ہے اور وہاں سے آتش کے وجود کا استدلال کیا ہے تو وہ دھوئیں کی نسبت سے عین الیقین ہے، اور اگر وہ دھوئیں کے ساتھ متصف ہو گیا اور وہاں سے آتش کے وجود کا استدلال کیا ہے تو وہ دھوئیں کی نسبت سے حق الیقین ہے۔ اور یہ استدلال پہلے استدلال کی نسبت زیادہ کامل ہے، کہ وہ استدلال آفاق سے ہے اور یہ استدلال انفس سے، جو دھوئیں کے ساتھ متصف ہوا ہے۔ اور اسی طرح عین الیقین میں دھواں ایک واسطہ ہے اور حق الیقین میں واسطہ نہیں ہے بلکہ وہ نسبت جو دھوئیں کو آگ کے ساتھ ثابت ہے اس کو بھی وہی نسبت حاصل ہو جاتی ہے اور قرب کے اعلیٰ مدارج تک پہنچ جاتی ہے جو کہ علم، عین اور حق سے ماوراء ہے۔

یہ نہ کہا جائے کہ جب واسطہ اٹھ گیا تو رویت متحقق ہو گئی جو عین الیقین ہے۔ کیونکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ واسطہ کا زائل ہو جانا رویت کے ثبوت میں کفایت نہیں کرتا کچھ دوسری چیزیں بھی درکار ہیں جن کا وجود مفقود ہے، اور جب یقین کے تمام مراتب نشانیوں کی طرف راجع ہو گئے اور کوئی معرفت باقی نہ رہی جس کو مدلول کی طرف راجع کیا جائے تو لازمی طور پر مدلول کی معرفت میں عجز لازم آ گیا اور غیر کی معرفت سلبِ معرفت کے علاوہ اس مقام میں متحقق نہ ہوئی۔ اگر ان سہ گانہ یقین کے مراتب کو آیات کی طرف راجع نہ کیا جائے اور مدلول کی طرف راجع کیا جائے تو معرفت سے عجز کی کیا صورت ہو گی اور سلبِ معرفت کے کیا معنی ہوں گے۔

{۳۱۳ ۹۹ ۱۱۴} + مکتوب ۱۲۳ (۹ع) = ۵۳۵

نور محمد تہاری[1] کی طرف صادر فرمایا۔ اس بیان میں کہ جناب قدس سے ملانے والے دو[2] راستے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

وہ راستے جو جنابِ قدس کی طرف پہنچانے والے ہیں، دو ہیں۔ ایک راستہ وہ ہے جس کا تعلق قربِ نبوت علیٰ اربابہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے اور وہ اصل الاصل تک پہنچانے والا ہے۔

[1] آپ کے نام چھ مکتوب ہیں اور آپ کا تذکرہ دفتر اول مکتوب ۱۷۰ میں درج ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک یہ

حق تعالیٰ سے ملانے والے دو راستے ہیں

اس راہ کے واصلین بالاصالت انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات ہیں، اور ان کے صحابہ، اور باقی امتوں میں سے جس کو بھی اس دولت سے نوازیں اگرچہ وہ قلیل بلکہ اقل (بہت کم) ہیں۔ اور اس راہ میں توسط اور حیلولہ نہیں ہے، جو کوئی بھی ان واصلوں میں سے فیض حاصل کرتا ہے وہ بغیر کسی توسط کے اصل سے اخذ کرتا ہے اور کوئی ایک دوسرے کے لئے حائل نہیں ہے۔

اور دوسرا راستہ قربِ ولایت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اقطاب، اوتاد، ابدال ونجبا اور عام اولیاء اللہ سب اسی راہ سے واصل ہوئے ہیں، اور راہِ سلوک سے مراد یہی راہ ہے بلکہ جذبۂ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے اور توسط اور حیلولہ بھی اسی راہ میں ثابت ہے۔ اور اس راہ کے واصلین کے پیشوا اور اس کے سرگروہ اور ان بزرگوں کے فیض کا منبع حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں اور یہ عظیم الشان منصب آپ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مقام میں گویا آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں مبارک قدم آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں ان کے شریک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر نشاءِ عنصری سے پیشتر بھی اس مقام کے ملجا وماویٰ تھے جیسا کہ آپ نشاءِ عنصری کے بعد ہیں۔ اور جس کسی کو بھی اس راہ سے فیض وہدایت پہنچتی ہے وہ آپؓ ہی کے توسط سے پہنچتی ہے کیونکہ آپ اس راہ کے نقطۂ منتہٰی کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز آپ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جب حضرت امیرؓ کا دَور ختم ہوگیا تو یہ منصب عظیم القدر حضرات حسنینؓ کو بالترتیب سپرد اور مسلّم ہوا، اور ان کے بعد وہی منصب ائمہ اثنا عشر میں سے ہر ایک کو علی الترتیب اور تفصیل وار قرار پایا، اور ان بزرگوں کے زمانے میں اور اسی طرح ان کے انتقال کے بعد بھی جس کسی کو فیض اور ہدایت پہنچتی رہی وہ ان ہی بزرگوں کے توسط سے اور ان ہی کے حیلولے سے پہنچتی رہی خواہ وہ اقطاب ونجباءِ وقت ہی کیوں نہ ہوں سب کے ملجا وماویٰ یہی بزرگوار ہیں کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ لاحق ہونے کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تک یہ نوبت پہنچ گئی اور جب یہ نوبت ان بزرگوار کے پاس آئی تو منصب مذکور آپ قدس سرہ کے سپرد ہوگیا۔ ائمہ مذکورینؓ اور حضرت شیخ کے درمیان اس مرکز پر کوئی اور مشہود نہیں ہوتا۔ اور اس راہ میں فیض وبرکات کا وصول جس کو بھی ہوا خواہ وہ اقطاب ونجباء ہوں آپ ہی کے توسطِ شریف سے مفہوم ہوتا ہے

کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ کسی اور کو میسر نہیں ہوا۔ اسی لئے آپ نے فرمایا ہے۔ شعر

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا　　أَبَدًا عَلَى أُفُقِ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ

(ترجمہ) سورج تمام اگلوں کے جب ہوگئے غروب　　سورج ہمارا روشنی دے گا ابد تلک

شمس[1] سے مراد فیضانِ ہدایت و ارشاد کا آفتاب ہے اور اُفُول سے مراد فیضانِ مذکور کا تہ ہونا ہے اور چونکہ وہ معاملہ جو پہلے حضرات سے متعلق تھا اب حضرتِ شیخ کے سپرد ہوا اور آپ رشد و ہدایت کے وصول کا واسطہ بن گئے جیسا کہ آپ سے پیشتر پہلے حضرات تھے، اور پھر یہ بھی ہے کہ جبتک فیض کے توسط کا معاملہ قائم ہے آپ ہی کے توسل سے ہے لہذا لازمی طور پر یہ درست ہوا کہ أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا الخ۔

سوال: یہ حکم مجدد الف ثانی کے ساتھ منتقض (ٹوٹ جانے والا) ہے کیونکہ مکتوبات کے دفتر دوم کے مکتوب (۴) میں مجدد الف ثانی ؒ کے معنی کے بیان میں اندراج ہے کہ "جو کچھ بھی فیض کی قسم سے اس مدت میں امتیوں کو پہنچتا ہے وہ اسی کے توسط سے پہنچتا ہے، اگرچہ وہ اقطاب و اوتاد ہوں یا ابدال و نجباءِ وقت ہوں۔

جواب: ہم کہتے ہیں کہ مجدد الف ثانی ؒ اس مقام میں حضرت شیخ ؒ کے نائب مناب ہیں اور حضرت شیخ ؒ کی نیابت ہی سے یہ معاملہ ان کے ساتھ وابستہ ہے جیسا کہ کہا گیا ہے نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُّوْرِ الشَّمْسِ (چاند کا نور سورج کے نور سے فیضیاب ہے) اس میں کیا قباحت ہے۔

سوال: مجدد الف کے معنی جو اوپر مذکور ہوئے مشکل ہیں کیونکہ اس مدتِ مذکورہ میں حضرتِ عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نزول فرمائیں گے اور حضرت مہدی علیہ الرضوان بھی ظہور فرمائیں گے اور ان بزرگوں کا معاملہ اس سے بالاتر ہے کہ وہ کسی کے توسط سے اخذِ فیض کریں۔

جواب: ہم کہتے ہیں کہ توسط کا معاملہ مذکورہ بالا راستوں سے دوسری راہ کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ قربِ ولایت سے مراد ہے اور راہِ اول سے جو کہ قربِ نبوت سے مراد ہے جس میں توسط کا معاملہ مفقود ہے جو کوئی بھی اس راہ سے واصل ہوا ہے وہ کوئی حائل اور توسط درمیان میں نہیں رکھتا اور بغیر کسی توسط کے فیوض و برکات اخذ کرتا ہے، توسط اور حیلولت دوسرے راستے میں ہیں۔ ان کا معاملہ علیحدہ مقام سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ اور حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام

---

[1] مکتوب ۱/۲۹۳ بھی دیکھیں

اور حضرت مہدی علیہ الرضوان راہِ اول سے واصل ہیں جیسا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما راہِ اول سے اور آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے ضمن میں واصل ہوئے ہیں اور وہ وہاں اپنے اپنے درجات کے مطابق ایک خاص شان رکھتے ہیں ــــــ

تنبیہ: جاننا چاہئے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص قربِ ولایت کی راہ سے قربِ نبوت تک پہنچ جائے اور دونوں معاملات میں شریک ہو، اور انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے طفیل اس کو وہاں بھی جگہ دیدی جائے اور کارخانہ کو اس سے وابستہ کردیں اور اِس جگہ کا معاملہ بھی اس سے متعلق کردیا جائے ؎

خاص کند بندہ مصلحت عام را (ترجمہ) خاص کرتا ہے کسی کو تاکہ سب ہوں مستفید

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (جمعہ) سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ پاک ہے تمہارا رب عزت والا ان صفات سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو مرسلین پر اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے) (صافات آیت ۱۸۰ تا ۸۲)

مکتوب ۱۲۴ ح۱۰

$\left\{\begin{matrix}۳۱۳\\۹۹\\۱۱۴\end{matrix}\right.$ + = ۵۳۶

شیخ محمد طاہر بدخشی[1] کی طرف صادر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) ــــــ میرے بھائی شیخ محمد طاہر بدخشی نے دریافت کیا تھا کہ رسالہ مبدأ و معاد میں لکھا ہے کہ جس طرح صورتِ کعبہ، صورتِ محمدی کا مسجود ہے اسی طرح حقیقتِ کعبہ بھی حقیقتِ محمدی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کا مسجود ہے۔ اس عبارت سے حقیقتِ محمدی علیٰ مظہرہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ پر حقیقتِ کعبہ کی افضلیت لازم آتی ہے۔ حالانکہ یہ قاعدہ مقررہ ہے کہ عالَم کی پیدائش سے مقصود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور حضرت آدمؑ اور تمام آدمی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیلی ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:۔

جس طرح صورتِ کعبہ صورتِ محمدی کا مسجود ہے اسی طرح حقیقتِ کعبہ بھی

---

[1] آپ کے نام گیارہ مکتوب ہیں اور آپ کا تذکرہ دفتر اول مکتوب ۱۱۲ میں درج ہے۔